مقالہ نگار عبدالحفیظ

فورٹ ولیم کالج

۱۸۰۰ تا ۱۸۵۴

۳۱-۱۲-۹۱

فہرست ابواب

	صفحہ
باب اول: فورٹ ولیم کالج کی تاسیس	(1)
باب دوم: بنگال سیمنری	(27)
باب سوم: جان بارتھوک گلکرسٹ (اگست 1800ء تا فروری 1804ء)	(50)
باب چہارم: جیمس موٹ (جنوری 1806ء — فروری 1808ء)	(78)
باب پنجم: جان ولیم ٹیلر (فروری 1808ء — مئی 1823ء)	(96)
باب ششم: ولیم پرائس (نومبر 1823ء — مئی 1830ء)	(138)
باب ہفتم: کالج کے آخری دن	(180)
باب ہشتم: کالج کے کارناموں کا مجموعی جائزہ	(199)
فہرست ضمیمہ جات	(216)

کالج کی پالیسی

ایسٹ انڈیا کمپنی نے جب ملازمین کی حالت سدھارنے اور ایک انتظامی حکمت
عملی کی تعلیم کے ذریعے انہیں بہتر بنانے کی جگہ پر مقرر کرنا تھا اس کا جو کام شروع ہوا، ہیسٹنگز
اور کارنوالس نے کیا تھا اسے جو مارکوئس ولزلی (1798ء – 1805ء) نے کیا۔ ان تینوں بڑے
ناموں کے ہندوستان میں برطانوی سامراج کی تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جس
سامراج کی بنیاد رابرٹ کلائیو نے رکھی اور وارن ہیسٹنگز نے جسے مضبوط بنا کر استوار
کیا۔ اسی پر مارکوئس ولزلی نے برطانوی سامراج کا عظیم الشان محل تیار کر دیا۔ ان کی
ہندوستان میں آمد تک ایسٹ انڈیا کمپنی ایک تجارتی ادارے کی حیثیت رکھتی تھی۔
ولزلی نے آتے ہی اسے حکومت کی سطح پر لا کر کھڑا کیا۔

جب ولزلی نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو انہوں نے دیکھا کہ
ملازمین کی تعلیم اور ان کی دیکھ بھال کا کوئی بھی مناسب انتظام نہیں ہے۔ کم عمری
میں ہی وہ انگلستان سے بھیج دیئے جاتے ہیں اور ان کی تعلیم بھی نامکمل رہ جاتی ہے لیکن یہاں
آنے پر انہیں ایک بہت بڑے ملک کی حکومت کرنے کا بوجھ سونپ دیا جاتا تھا، جس کی انتظامی
معاملات، مذہب، تاریخ، زبان اور رہن سہن سے متعلق معاملات سے وہ بالکل
انجان ہوتے تھے۔ فوجی شعبے کے ملازمین کا علم ادھورا ہوتا تھا اور شہری شعبے کے ملازمین کے
لیے نوکری کی گنجائش تھی، کپڑا بننا یا حساب لگانا بڑے اہم کام سمجھے جاتے تھے۔ انہیں بھی
سمجھدار اور ہوشیار ملازمین بنانے کی فکر کسی کو نہ تھی۔ فضول خرچی کی عادت کی وجہ سے
ان پر ہزاروں روپے کا قرض چڑھ جاتا تھا۔ دو تین سال کے اندر یورپی تعلیم کے اثرات
بھی زائل ہو جاتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ ہندوستانی زبانوں کا جان پہچان کی حد تک بھی
مطالعہ کر سکتے تھے۔ بڑے بڑے افسران تک انہیں اپنی من پسند زندگی گزارتے دیکھ کر
ان سے کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ کمپنی کے عہدہ داروں کے اس حلقے میں، جس میں بھی شرافت کے بلند نمونے

ملتے ہیں.

شروع میں کمپنی کے ملازمین ایک کاروباری کمپنی کے ملازمین تھے۔ لیکن کمپنی کا ہندوستان کے مختلف حصوں پر قبضہ ہو جانے کی وجہ سے ان کا کام بھی پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ وہ اب سفیر، وزیر، جج اور افسران کی شکل میں تھے۔ اس کے لئے انتظامی معاملات کے علاوہ جان پہچان کی حد تک کم از کم ہندوستانی ادب، رسوم و رواج، قاعدے قوانین اور زبانوں کا علم بہت ضروری تھا۔ اسی بات سے ہندوستان میں برطانوی سامراج کی بنیاد مضبوط ہو سکتی تھی۔ انگلستان سے آنے پر ملازمین کی تعلیم اور فوجی علم نہ ہونے کے برابر ہوتا تھا۔ انگلستان میں تو انہیں صرف تھوڑا سا کاروباری علم پڑھا دیا جاتا تھا۔ لیکن ان کی تعلیم اس عمر پر روک دی جاتی تھی کہ جب وہ زیادہ سے زیادہ   کرنے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ ہندوستان میں ان کی تعلیم اور قابلیت کی طرف ابھی تک کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ ولزلی کا کہنا تھا کہ اب ہمیں شروع سے ہی ان کی زندگی محنت، شفقت اور دور اندیشی کے مقام پر کھڑا کر کے انہیں ہندوستانی آب و ہوا سے آشنا اور عوام میں مروج خراب عادات سے بچایا جانا چاہیئے۔ انہیں ایسا افسران بنانے سے ہی سامراج کا فائدہ ہے، ورنہ سامراج کے بہت جلد ہاتھوں سے نکل جانے کا اندیشہ ہے۔

یہ سب کچھ دیکھتے اور سوچتے ہوئے مارکوئس ولزلی کو ایسے ادارے کی کمی کا احساس ہوا، جہاں نئے سول ملازمین کی تعلیم، قابلیت اور ان کے عادات و اطوار کی دیکھ بھال کا مناسب انداز سے انتظام ہو سکے۔ وہ چاہتے تھے کہ ہماری سامراج جیسی انمول چیز پاکر ملازمین ہندوستان میں ہندوستانیوں کی زبانوں اور رسوم و رواج کا علم حاصل کر کے، حکومت کی باگ ڈور اچھی طرح سنبھالیں۔ ہماری زبانوں اور رسوم و رواج کا علم کرانے کے لئے ایک ایسے تعلیمی سلسلے کی ضرورت تھی جس کی مضبوط بنیاد انگلستان میں رکھی گئی ہو اور جس پر عمل عمارت میں تعمیر کیا جا سکے۔

جہاں تک دیسی زبانوں کے علم کا تعلق تھا، کمپنی فارسی زبان استعمال کرتی تھی۔ ابھی تک تمام عہدے دار فارسی جاننے والے ملازمین پر افسران اعلیٰ خاص عنایت رکھتے

تھے۔ کمپنی نے 1837ء تک فارسی زبان کا استعمال برابر جاری رکھا۔[1] شروع میں انگریزوں
نے ملک کی مروجہ زبانوں کی طرف بہت زیادہ توجہ نہ دی، لیکن بنگال میں انگریزی
حکومت کا آغاز ہوا تب سے انہیں مقامی زبانوں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے مالی و فوجی شعبوں
میں بہت سی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ فوجی سپاہی ہندوستان کی زبان کے علاوہ
دوسری زبان نہیں سمجھ سکتے تھے۔ ایسی حالت میں ملک کی مروجہ زبانوں کا علم حاصل کرنا
بہت ضروری تھا۔ شروع میں کمپنی کے کچھ ملازمین نے اس طرف توجہ دی۔ کہا جاتا ہے
کہ مسٹر ہول ویل نے ہندوستان کی مذہبی کتب کو جن میں [illegible] (ء) میں بھی تھیں، جمع کیا
تھا۔ لیکن 1756ء کی کلکتہ کی لڑائی میں وہ ضائع ہو گئیں۔ ۱۵ جنوری 1784ء میں ایشیاٹک
سوسائٹی کی داغ بیل سے اس طرف اور بھی حوصلہ افزائی ملی۔ خود ہیسٹنگز نے فارسی کے ساتھ ساتھ
اردو کا اچھا علم حاصل کر لیا تھا۔ انہیں مشرقی ادب اور زبانوں کا شوق بھی تھا۔ لیکن حکومت
کے کاموں میں مصروف رہنے کی وجہ سے وہ اس طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ ان کے علاوہ
ولفورڈ، شور، کرک پیٹرک، ٹیلر، ہیڈن(؟)، ہنگسٹن اور ڈاکٹر ہیرس وغیرہ کمپنی کے بڑے ملازمین
میں ملک کی مروجہ زبانوں کا علم حاصل کیا تھا۔ لیکن ابھی تک باقاعدہ طور پر کمپنی کے تمام ملازمین
کو ان کا علم دلانے کی طرف کوئی کوشش نہ ہوئی تھی۔ 1783ء میں جان بارتھوک گلکرسٹ
(1759ء — 1841ء) ایسٹ انڈیا کمپنی میں نائب سرجن مقرر ہو کر ہندوستان میں
آئے تھے۔[2] اس وقت کمپنی فارسی زبان کا استعمال کرتی تھی۔ گلکرسٹ نے اندازہ لگایا کہ وہ

---

[1] 'ہندوستانی' (اپریل - جون 1941ء) 'ایسٹ انڈیا کمپنی کی بھاشا نیتی' از ڈاکٹر لکشمی ساگر وارشنے۔

[2] ایشیاٹک سوسائٹی کے ابتدائی ممبران کی ادبی خدمات کے ضمن میں جان گولمبس(؟) نام کے ایک شخص نے ایک نظم لکھی تھی۔ اس میں سر ولیم جونز، رچرڈسن، ہارنگٹن، فلیمنگ(؟)، ہیرنگٹن(؟)، رام بیرتو(؟)، اینڈرسن، ہنٹر، ہارڈوک، فرینکلن، گلیڈون، گلکرسٹ، بالفور، سکاٹ، ولفورڈ، مارس ڈین(؟)، ولکنس، کولبروک، بلیکواٹر(؟)، مارسڈن، ٹامسن، ڈوبس(؟)، ولیمس، کرک پیٹرک، اور ہیسٹنگز کا ذکر ہے۔
'ایشیاٹک اینول رجسٹر'، 1801ء 'لندن'، 1802ء مس سلنش(؟) ٹریک(؟) حوالہ
اور دیکھئے ضمیمہ 'الف'

اب ملک کی زبان نہ رہ گئی تھی۔ انھوں نے یہ بھی دیکھا کہ دلی دربار کے خاتمے کے ساتھ ساتھ فارسی کا استعمال بھی کم ہو گیا تھا اور اس کی جگہ پر ہندوستانی کا رواج ہو گیا تھا۔ اس لئے کمپنی کا کام بہتر طور پر چلانے کے لئے ملازمین کے لئے ہندوستانی زبان کا علم حاصل کرنا بہت ضروری تھا۔ اس خیال کو لیکر انھوں نے جلدی ہندوستانی کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ کتنا بھی ضروری نہ ہوتا کہ کمپنی کے ملازمین میں ہندوستانی کو مقبول بنانے کے لئے جتنی محنت گلکرسٹ نے کی اور کسی نے نہ کی اس کام میں انہیں جسمانی و مالی مصائب اٹھانے پڑے ان کا ذکر انھوں نے خود کیا ہے[1]۔ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے اشخاص نے بھی ہندوستانی کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ 4 جون 1784ء کو انھوں نے کلکتہ کے گورنر جنرل لارڈ کارنوالس کے نام خط لکھا ——

"ان پچھلے تین برسوں سے میں جس کتاب (انگلش اینڈ ہندوستانی ڈکشنری) کی تیاری کرنے میں لگا ہوا تھا، اس کے پہلے حصے کا مسودہ ختم ہو گیا ہے۔ آپ کے حکم سے اب میں دوسرے اور تیسرے حصوں کی تیاری کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک ہو سکے گا میں یہ کام جلدی کروں گا۔ کیونکہ جیسا اس مضمون پر پہلے تذکرہ پیش کر کے مسٹر کرک کے خط سے یہ معلوم ہوا ہے، انھوں نے جس کام کو ختم کرنے کا بوجھ اپنے اوپر لیا تھا اسے اب وہ سرکاری کام کی وجہ سے پورا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اب اس میں وہ زیادہ وقت نہیں دے سکتے"[2]

اسی خط میں گلکرسٹ نے لکھا ہے کہ ——

"اپنے مطالعہ کی سہولت اور اپنے کام میں مدد ملنے کے نقطۂ نظر سے میں مسٹر عزت مآب بنارس کی ریذیڈنسی اور اگر ضرورت ہوئی تو صوبہ اودھ میں جانے کی اجازت چاہوں گا۔ مجھے مکمل امید ہے کہ حکومت کی جس طرح کی مہربانی کی نگاہ اب تک مجھ پر رہی ہے، ویسی ہی اس کام کے خاتمے تک رہے گی۔ اس سے نہ صرف مجھے بلکہ آنے والی نسل سب کو فائدہ پہنچے گا۔

---

1. انڈکس ٹو ڈکشنری، جلد دوم، 1798ء، دی انگلش ہندوستانی ڈکشنری۔
2. فورٹ ولیم، 4 جون 1787ء، ہوم ڈپارٹمنٹ، پبلک پروسیڈنگز، اورینٹل ٹرانسلیشن نمبر 15، صفحہ 2139 — 2142، امپیریل ریکارڈ ڈپارٹمنٹ نئی دلی۔

اس ملک میں اتنی بڑی کتاب کی چھپائی میں خرچ زیادہ ہونے کے خوف سے مالی فائدہ ہونے کی کم امید ہے۔ میں نے ساتھ ہی میں خرچ کتاب سے یہ درخواست کرنے کا ارادہ بھی چھوڑ دیا ہے بشرطیکہ مجھے وہاں نیل کی کاشت کرنے کی اجازت دی جائے۔ دیہات زندگی میں کچھ عرصہ رہنے کی وجہ سے میں یہ کام اچھی طرح جانتا ہوں۔ اور مجھے مکمل امید ہے کہ میں اپنی محنت اور پیسے سے کامیاب ہوں گا۔ خاص طور پر اگر شری مان کی یہ رائے ہو کہ اس ملک میں نیل کی کاشت سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو آخر میں کافی فائدہ پہنچے گا۔

میں دل و جان سے موجودہ حکومت کی عزت اور اپنے اوپر اس کے سایہ کی ہمیشہ امید کرتا رہوں گا۔ اب میں کافی تعظیم کے ساتھ یہ درخواست کرنے کا حوصلہ کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ شری مان اور بورڈ اسے قبول کریں گے۔"

گورنر جنرل نے انہیں اپنے خرچ پر بنارس میں نیل کی کاشت کرنے کی اجازت تو دے دی، لیکن صوبہ اودھ میں کاشت کرنے کی اجازت دینا ان کے اختیارات سے باہر کی بات تھی۔ اجازت مل جانے پر گلکرسٹ بنارس کی زمینداری میں چلے آئے۔ وہاں وہ زمینداری کے علاوہ تھوڑے دن بعد نیل کے ساتھ ساتھ وہ افیم کا کاروبار بھی کرنے لگے تھے۔ وہ مختلف جگہوں پر گھوم گھوم کر ہندوستانی زبان کا مطالعہ کرتے تھے۔ 1790 تک انہوں نے ڈکشنری انگلش ہندوستانی کے دو حصے شائع کئے تھے۔ اور سرکاری اصول کے مطابق 27 دسمبر 1790 کو شائع شدہ کتاب کی خریدی شدہ جلدیں بورڈ کے پاس بھیج دیں۔ بنارس کی زمینداری میں گلکرسٹ کن کن جگہوں پر گئے، اس کے ضمن میں تحقیق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ 1791ء میں غازی پور میں تھے۔ کیونکہ اس سال کی 7 فروری کو کتاب کی جلدیں بھیجنے میں جو دیر ہوئی اور شائع ہو جانے والے کی واپسی ہو جانے پر کرتے ہوئے انہوں نے بورڈ کو جو خط لکھا تھا وہ غازی پور سے ہی لکھا تھا۔ نیل کی کاشت وہ غازی پور ہی میں کرتے تھے۔ اسی خط میں انہوں نے گرامر اور ڈکشنری کے تیسرے حصے کے سلسلے میں بورڈ کو اطلاع دی

تھی۔[1] ڈکشنری ختم ہو جانے کی اطلاع انہوں نے 23 نومبر 1790ء کو بھیج دی تھی۔[2]
کتاب کی ضخامت بڑھ جانے سے انہوں نے اس کی قیمت بڑھا دی تھی۔ شروع میں انہوں
نے اس کی قیمت 40 روپیہ رکھی تھی۔ بعد میں بڑھا کر 50 روپیہ کر دی۔ لیکن گاہکوں
کو ڈکشنری اور 'ہندوستانی گرامر' مفت بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اصل میں اس کام کے پورا کرنے
میں پریس والوں کا ان پر قرض بہت ہو گیا تھا۔ قیمت بڑھا دینے سے انہیں قرض
چکا دینے میں آسانی ہو گئی۔ اسی خط میں انہوں نے یہ اطلاع بھی دی کہ ڈکشنری کے
دوسرے حصے کا جو ہے ایک مبادیاتی ڈکشن تعارفی کتابچہ ہو گا۔ 1787ء سے 1794ء تک
گلکرسٹ غازی پور میں رہے۔ یہیں تحقیق کرتے رہے اور یہیں سے دوسرے احباب
کی خاطر وہ ادب درسی شروع کیے۔ 7 دسمبر 1794ء کے خط میں سے پتہ چلتا ہے کہ ہر دو۔
بنگال سرکار سے حاصل کر کے اپنے کاروبار میں شامل ... دار ... گلکرسٹ واپس کلکتہ
آ گئے۔ اسی جگہ انہوں نے اپنے ایجنٹ ... کے دو نسخے روانہ کیے۔ آنجہانی
ہیمونل ووڈ اور ... کو بھیج دیا۔[3] کلکتہ میں رہتے ہوئے انہوں نے 'دی [illegible]
گرامر' اور 'دی اورینٹل لنگوسٹ' نام کی کتابیں لکھیں جو 1796 – 1798 اور
1798ء میں شائع ہوئیں۔ 1802ء میں کلکتہ سے 'دی لنگوسٹ' کا دوسرا ایڈیشن
شائع ہوا۔ ڈکشنری کا ہر ایک جز پچاس اور گرامر سولہ روپیہ اور 'لنگوسٹ' کی قیمت 50 روپیہ
رکھی گئی۔ بنگال سرکار سے انہوں نے درخواست کی کہ 'لنگوسٹ' کا کچھ ... زیادہ
سے زیادہ خریدار بنا جائے۔ سرکار نے اس کتاب کی تین سو جلدیں خرید لیں۔[4]
27 ستمبر 1798ء کے خط میں گلکرسٹ نے مالی امداد دینے پر سرکار کے سامنے احسان مندی

---

[1] فورٹ ولیم کالج، 21 جنوری 1791ء، ہوم ڈیپارٹمنٹ، پبلک پروسیڈنگز، اورینٹل کلیکشن نمبر 3، صفحہ 262 – 264، امپیریل ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ نئی دہلی۔

[2] پروسیڈنگز آف فورٹ ولیم کالج، 21 جنوری 1791، ہوم ڈیپارٹمنٹ، پبلک پروسیڈنگز، اورینٹل کلیکشن، نمبر 3، صفحہ 264 – 267، امپیریل ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ۔ پروسیڈنگز میں خط کی تاریخ 23 نومبر 1791ء دی گئی ہے۔ تحقیق پریس لسٹ میں غلطی درست کر کے 23 نومبر 1790ء کر دی گئی ہے۔

[3] ف۔ و، 22 دسمبر 1794ء، ہوم ڈی، پبلک پروسیڈنگز، اورینٹل کلیکشن، نمبر 10، صفحہ 4883 – 4886

[4] ،، ،، 10 ستمبر 1798ء، اورینٹل کلیکشن، نمبر 79، پریس لسٹ، صفحہ 380، امپیریل ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ

ظاہر کی، اور اس کے ساتھ ہی 'ڈائرکٹرس' کی تین سو جلدیں بھی بھیج دیں۔ اس کے لیے سرکار نے انھیں تین ہزار روپے کی منظوری تو دے دی، لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے گلکرسٹ نے 'اورینٹل لنگوسٹ' کی بابت 9600 روپیہ دیے جانے کی درخواست کی۔ سرکار نے ان کی درخواست منظور کر لی[1]۔ 12 نومبر 1798ء کو انھوں نے 'لنگوسٹ' کی مقررہ جلدیں بھیج دیں[2]۔ گلکرسٹ کی دیکھا دیکھی فارسی زبان کے ماہر فرانسس گلیڈون نے بھی 24 اکتوبر 1798ء کے خط میں اپنی کتاب 'اورینٹل مس سیلینی' کے لیے مالی امداد مانگی۔ 16 روپیہ فی جلد کے حساب سے سرکار نے 'مس سیلنی' کی 200 جلدیں خریدیں[3] اور اسی برس انھوں نے 3200 روپیہ دینے کی منظوری دی[4]۔ 20 مارچ 1799ء کو انھوں نے اپنے نام کی دو سو جلدیں سرکار کے پاس بھیج دیں[5]۔

مئی 1798ء میں ولزلی کلکتہ پہنچ گئے تھے۔ انھوں نے جان بارتھوک گلکرسٹ کی محنت کی تعریف کی اور شروع ہی سے ہر سول سروس کے ملازم کو اپنی تنخواہ کے علاوہ تیس روپیہ ماہانہ ایک منشی کی تنخواہ زائد ملتی تھی۔ اس تنخواہ کے دینے کا مقصد یہ تھا کہ ملازمین دیسی زبانوں، خاص کر فارسی زبان کا مطالعہ کریں۔ لیکن تعلیم کا ذریعہ دیسی زبان یا فارسی، ان دونوں میں سے ایک ہی ہو سکتی تھی۔ منشی صاحبان انگریزی زبان نہیں جانتے تھے، اور ملازمین دیسی یا فارسی زبان سے ناواقف تھے۔ اس لیے منشیوں کے لیے انگریزی کا یا ملازمین کے لیے دیسی یا فارسی زبانوں میں سے کسی ایک کا مکمل علم ہونا بہت ضروری تھا۔ ولزلی کو منشیوں سے پڑھانے والا انتظام مناسب معلوم نہ ہوا۔ اسی وقت گلکرسٹ نے ان کے ماتحت ملازمین (جونیئر رائٹرس) کو منشیوں سے فارسی زبان کا علم حاصل کرنے سے پہلے، ہندوستانی

---

[1] پروسیڈنگز آف دی کالج آف فورٹ ولیم، یکم اکتوبر 1798ء، ہوم ڈپارٹمنٹ، پبلک پروسیڈنگز، اورینٹل کنسلٹیشن نمبر 15، صفحہ 2971 — 2972، امپیریل ریکارڈ ڈپارٹمنٹ، نئی دہلی۔

[2] فورٹ ولیم کالج پروسیڈنگز، 16 نومبر 1798ء، ہوم ڈپارٹمنٹ، پبلک پروسیڈنگز، اورینٹل کنسلٹیشن، نمبر 34، صفحہ 3537 — 3538، امپیریل ریکارڈ ڈپارٹمنٹ، نئی دہلی۔

[3] فورٹ ولیم کالج پروسیڈنگز، 14 دسمبر 1798ء، ہوم ڈپارٹمنٹ، پبلک پروسیڈنگز، اورینٹل کنسلٹیشن، نمبر 27، صفحہ 3786 — 3787، امپیریل ریکارڈ ڈپارٹمنٹ، نئی دہلی۔

[4] پروسیڈنگز آف کالج آف فورٹ ولیم، 21 دسمبر 1798ء، ہوم ڈپارٹمنٹ، پبلک پروسیڈنگز، اورینٹل کنسلٹیشن، نمبر 38، صفحہ 4090 — 4091، امپیریل ریکارڈ ڈپارٹمنٹ، نئی دہلی۔

[5] پروسیڈنگز آف فورٹ ولیم کالج، یکم اپریل 1799ء، پریس لسٹ جلد نمبر 16، جولائی 1797ء — مارچ 1799ء، صفحہ 523